



ĪQĀN- Vol: 02, Issue: 03, Dec 2019
DOI: 10.36755/iqan. v2i03.106 PP: 68-84

OPEN ACCESS

ĪQĀN

pISSN: 2617-3336

eISSN: 2617-3700

www.iqan.com.pk

تفسیر احکام القرآن اور تفسیر مظہری کی روشنی میں سورۃ التوبہ کی ابتدائی گیارہ آیات کے فقہی احکام کا تقابلی جائزہ

A Comparative Review of the Jurisprudential Rulings of the

First Eleven Verses of Surah Al-Tawbah in the Light of Tafsīr

Ahkām Al-Qur'an and Tafsīr Mazharī

.....

Hafiz Usama Munir

Research Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur

Khalid Mahmood Arif

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Sargodha

Dr. Iftikhar Alam

PhD Islamic Studies, University of Sargodha

Version of Record

Received: 21-Aug-19 Accepted: 12-Nov-19

Online/Print: 31-Dec-19

ABSTRACT

Tābeīn and Taba Tābeīn strived hard to prevent any kind of debate based on the color and differences of debate, following the path of the Sahābah (may Allah be pleased with them). This series of tafsīr of the Holy Quran continued with all the changing requirements of the time and the commentary discussions of the Holy Qur'an. The status of Tafsīr also gained a prominent position and the status of permanent knowledge. According to the order of the Holy Qur'an, every verse of the Holy Qur'an began to be interpreted and the publication of Tafsir Ilm-e-Tafsīr started from almost here.

The most basic source of Qur'anic commentary is the Holy Qur'an itself. Prophet ﷺ was the first commentator of the Qur'an. The character of Muhammad ﷺ, his method, Sunnah and habits are all part of the interpretation of the Qur'an. The Prophet ﷺ has clearly described the issues facing the people of that time.

Similarly, the special thing in Qazi Sanāullah's book 'Tafsīr Mazharī' is that in this book he discusses the topics of the sciences of recitation and tajwīd, recitation continuously, Shazah and other recitations in great detail. Also included are important topics such as lexicography and derivation and grammar discussions, commentary on the inter-verses of the verses and verses, and the revelation of glory and the jurisprudential discussions of the verses. It is needed to compare the jurisprudential discourses of the Qur'anic verses between these two commentaries and present their merits together so that the seekers of knowledge can benefit from the merits of both the commentaries. Consequently, in view of this motive, a quick work has been chosen on this regard, because this article cannot be so thick as to give an entire comparative overview of these interpretations. A comparative look at of the jurisprudential injunctions of Surah At-Toubah between Jassās and Tafsīr Mazharī might be performed below the identify.

Keywords: *Tafsīr Mazharī, Ahkām-ul-Qur'an, jurisprudential discourses, tajwīd, recitation*

رسول اللہ ﷺ کے اس کائنات سے رخصت ہونے کے بعد جب زمانہ کے تقاضوں کے لحاظ سے مختلف نوعیت کے مسائل پیدا ہونا شروع ہوئے اور دین اسلام کا دائرہ عرب دنیا سے عجم کی طرف پھیلنا شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے وفاشعار اور جان قربان کرنے والے صحابہ کرام نے خاص جذبہ اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ قرآن کریم کو سمجھنے کی بھرپور کوشش کی۔ قرآن کریم کی تفسیر کرنے کے بارے میں حضرات صحابہ کرام بہت احتیاط اور توجہ سے کام لیا کرتے تھے۔ سیدنا صدیق اکبر سے جب کبھی کسی آیت کریمہ کی تفسیر کے بارہ سوال کیا جاتا یا کسی آیت کی تفسیر پوچھی جاتی تو آپ فرماتے ”میں جب قرآن کریم کے کسی لفظ کی وہ تشریح اور تفسیر کروں گا جو میرے رب کی مرضی و منشاء کے مطابق نہیں ہوگی تو کونسا آسمان نے مجھ پہ سایہ لگن ہوگا اور کس زمین نے میرا بوجھ برداشت کرنا ہے۔“¹

بہت احتیاط سے کام لیتے ہوئے بھی اس دور میں قرآن مجید کی تفسیر کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دور میں قرآن پاک کی پوری تفسیر نہیں لکھی گئی صرف ان احکام کی تفسیر ملتی ہے جو امر و نہی کے احکامات سے متعلق تھیں۔ اس دور کے مفسرین صحابہ میں سے خلفائے راشدین اور کے علاوہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام زیادہ معروف ہیں۔ تفسیر ابی بن کعبؓ اور تفسیر ابن عباسؓ ایسی دو عمدہ و معروف تفاسیر ہیں جن کو کتاب کی صورت میں ترتیب دے کر مدون کیا گیا۔ یہ دونوں تفاسیر اس عہد کی مشہور شاہکار ہیں۔ اور ان تفاسیر کا زیادہ تر حصہ الفاظ کی تشریح اور مفردات قرآن پر مشتمل ہے۔

حضرات تابعین و تبع تابعین نے اپنے طور پہ پورے زور کے ساتھ اس بات کیلئے جدوجہد کی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے راستہ پر چلتے ہوئے مناظرانہ رنگ اور اختلافات پر مبنی ہر قسم کی بحث کے پیدا ہونے کی روک تھام کی جائے۔ لیکن حالات کے مطابق وقت کے تبدیل ہوتے تمام تقاضوں اور قرآن کریم کی تفسیری مباحث کے ساتھ قرآن مجید کی تفسیر کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ دور صحابہ کے بعد جب تفسیر القرآن کا سلسلہ اگلے یعنی تیسرے دور میں داخل ہوا تو تب تک علم حدیث ایک علیحدہ علم کی حیثیت اور درجہ حاصل کر چکا تھا۔ علم تفسیر نے بھی اپنا ایک ممتاز مقام اور مستقل علم کا رتبہ حاصل کر لیا۔ قرآن کریم کی ترتیب کے لحاظ سے ہر آیت کریمہ کی تفسیر ہونا شروع ہو گئی اور تقریباً بیہیں سے ہی علم تفسیر کی اشاعت شروع ہو گئی۔ تقریباً بیہیں سے ہی مناہج و اسالیب تفسیر اور مفسرین کے اپنے ذاتی رجحانات ہی علم تفسیر کے پھیلاؤ کا سبب بنے۔

تفسیر القرآن کا سب سے بنیادی ماخذ خود قرآن کریم ہے۔ پھر آپ ﷺ کی ذات و حیات مبارکہ ہے۔ آپ سب سے پہلے مفسر قرآن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا کردار، آپ کا طریقہ، سنن و عادات تمام تر چیزیں قرآن پاک کی تفسیر ہی کا حصہ ہیں۔ قرآن کے ان تمام ابہام و اشکالات کو آپ نے وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے جو کہ اس دور کے لوگوں درپیش تھے۔ تمام معاملات و مسائل کو آپ نے اپنے عمل اور اقوال کے ساتھ واضح فرمادیا۔

اسی طرح قاضی ثناء اللہ کی تفسیر مظہری میں ایک خاص بات یہ ہے کہ ان کی اس کتاب میں مباحث علوم قراءت و تجوید، قراءت متواترہ، شاذہ اور دیگر قراءتوں کا بہت شرح و بسط سے بیان فرماتے ہیں۔ علاوہ ازیں لغت و اشتقاق اور علم نحو کی مباحث، تفسیر ربط بین الآیات و السور اور شان نزول اور آیات کی فقہی مباحث جیسے اہم امور شامل ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان دو تفاسیر کے

¹ Al-Zarkashi, Al-Burhan Fi Uloom Al-Quran, Taqiq Abu Al-Fadl Ibrahim, Maktab Dar Al-Tarath, Cairo, Egypt, 132/2

درمیان آیات قرآنیہ کے فقہی مباحث کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے ان کے محاسن کو اکٹھا کر کے پیش کیا جائے تاکہ علم کے متلاشی دونوں تفاسیر کی خوبیوں سے افادہ کر سکیں۔ لہذا اسی مقصد کے پیش نظر اس ضمن میں ایک مختصر سے کام کا انتخاب کیا گیا ہے، کیونکہ مقالہ ہذا اس قدر ضخامت کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ ان ہر دو تفاسیر کا مکمل تقابلی جائزہ پیش کیا جائے۔ چنانچہ مقالہ ہذا میں "احکام القرآن للبصا" اور تفسیر مظہری کے مابین سورۃ التوبہ کے فقہی احکامات کا تقابلی جائزہ "کے عنوان کے تحت کام کیا جائے گا۔

سورۃ التوبہ کی ابتدائی گیارہ (۱۱) فقہی آیات کا تقابلی جائزہ

آیت نمبر ۱:

”بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ“¹

”اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے برأت کا اعلان ہے ان مشرکین کو جن سے تم نے معاہدے کئے تھے۔“

ابو بکر جصاص نقل کرتے ہیں:

”الْبَرَاءَةُ هِيَ قَطْعُ الْمُوَالَاةِ وَارْتِفَاعُ الْعِصْمَةِ، وَزَوَالُ الْأَمَانِ“²

”برأت قطع موالات اور امان کے خاتمہ نیز بچاؤ کے مرتفع ہو جانے کا نام ہے۔“

قاضی ثناء اللہ دپانی پتی کہتے ہیں:

”قلت لان في البراءة الحث على الجهاد وفي النور الحث على الحجاب وعن عثمان بن عفان قال كانت البراءة والأطفال تدعيان في زمن رسول الله ﷺ القرينتين فلذلك جمعتهما في السبع الطوال“³

”میں کہتا ہوں: اس کی وجہ سورۃ برأت میں جہاد کی ترغیب ہے اور سورۃ نور میں پردہ کی تلقین کی گئی

ہے (پہلا مردوں کا فریضہ ہے اور دوسرا عورتوں کا) حضرت عثمان بن عفان کہتے ہیں: 'رسول اللہ

(ﷺ) کے وقت میں سورۃ الانفال اور سورۃ برأت کو ہم جوڑ کہا جاتا تھا 'اسی لیے سبع طوال کے

اندر ان کو میں نے ان کو ایک جگہ لکھوایا۔“

قاضی صاحب بسم اللہ ترک کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”قلت وذلك لزعهم ان المسلمين لا يقاومون قتال قيصر ملك الشام فامر الله تعالى نبيه ﷺ بنقض عهودهم فقال: بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ“⁴

”میں کہتا ہوں: اس کی یہ وجہ تھی کہ ان کو اس بات کا یقین تھا کہ مسلمان شام کے شاہ یعنی قیصر کا

مقابلہ نہیں کر سکیں گے (اور وہ تباہ ہو جائیں گے) اس پر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے نبی ﷺ کو کافروں

سے معاہدہ کو ختم کرنے کا حکم دیا اور کہا: 'براءة من الله ورسوله الى الذين عاهدتم من

¹ Al- Toubah: 9: 1

² Al-Jassas, Ahmad Bin Ali Abu Bakr Al-Razi, Ahkam Al-Quran, Dar Al-Kitab Al-Alamiya Beirut - Lebanon, 1415 AH / 1994 AD, 100/3

³ Al-Mazhari, Muhammad Sanaullah, Al-Tafsir Al-Mazhari, Maktab Al-Rashdiya - Pakistan, 1412 AH, 131/4

⁴ Ibid, p.133/4

المشركين۔

قاضی صاحب مزید وضاحت کرتے ہیں:

”ای عاهدتوهم ایها الرسول والمؤمنون مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِيَانٍ لِلْمَوْصُولِ عُلُقَتِ الْبِرَاءَةُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ

وَالْمُعَاهِدَةِ بِالرَّسُولِ وَالْمُؤْمِنِينَ لِلدَّلَالَةِ عَلَى أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِمْ نَبَذُ عَهْدِهِمْ.“¹

”لفظ عَاهَدْتُمْ میں رسول اکرم اور مسلمانوں کو خطاب ہے۔ اور برأت کی نسبت اللہ تعالیٰ اور

رسول (ﷺ) سے ظاہر کی گئی اور معاہدہ کا تعلق رسول اللہ اور مسلمانوں سے ہے۔ اس کا مقصد یہ

ظاہر کرنا ہے کہ معاہدات کو توڑ دینا اور ختم کر دینا رسول اللہ اور مسلمانوں پر واجب ہے۔“

تقابلی جائزہ:

اس آیت کریمہ میں امام ابو بکر جصاص نے درج ذیل استنباط کئے ہیں۔

آیت کریمہ میں اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی طرف سے مشرکین کے ساتھ جو معاہدات تھے ان سے اعلان بیزاری

ہے۔ اور مشرکین سے موالات اور ان کی امان کو ختم کر دینے کا نام براءت ہے۔ امام ابو بکر جصاص نے اس آیت میں صرف لفظ

براءت کا مطلب و مفہوم اخذ کیا ہے۔ اور جصاص نے سورۃ کا موضوع اور سبب نزول بیان کیا ہے۔

قاضی صاحب نے سورۃ براءۃ کا موضوع ترغیب جہاد بیان فرمایا ہے۔

اور جہاد کی ادائیگی کا فریضہ مردوں کا بیان کیا ہے۔ اور نیز سورۃ براءۃ اور انفال کو ہم جوڑ ہونا ذکر کیا ہے اور اس کی دلیل حضرت عثمانؓ کا

اثر بیان کیا ہے۔ نیز معاہدات کو توڑنے کا سبب بیان کیا ہے اور براءۃ و معاہدات کا فرق واضح کیا ہے۔ براءۃ کا تعلق اللہ اور اس کے

رسول ﷺ اور مسلمانوں سے ہے اور معاہدات کو ختم کرنا رسول اللہ اور مسلمانوں پر واجب ہے۔

آیت نمبر 2:

”فَيَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ ۖ وَإِنَّ اللَّهَ مُخْزِي

الْكُفْرِينَ“²

”پس تم اس سرزمین میں چار ماہ چلو پھرو اور جان لو کہ تم لوگ اللہ پر غالب نہیں آسکتے۔ اور یہ بھی

جان رکھو کہ بلاشبہ اللہ کافروں کو ذلیل کرنے والا ہے۔“

ابو بکر جصاص کا استنباط:

حجۃ الوداع سے پہلے حج ذی قعدہ میں ہوا:

”وَقَدْ قِيلَ: فِي جَوَازِ نَقْضِ الْعَهْدِ قَبْلَ مُضِيِّ مُدَّتِهِ عَلَى جِهَةِ التَّبَذِ إِلَيْهِمْ، وَإِعْلَامِهِمْ نَصَبِ الْحَرْبِ

وَرَوَالَ الْأَمَانِ وَجُوهٍ: أَحَدُهَا: أَنَّ يَخَافُ عَدْرُهُمْ وَخِيَانَتَهُمْ، وَالْآخَرُ: أَنَّ يَثْبُتَ عَدْرُهُمْ سِرًّا فَيَسْبُدُّ إِلَيْهِمْ

ظَاهِرًا، وَالْآخَرُ: أَنَّ يَكُونَ فِي شَرْطِ الْعَهْدِ أَنْ يُقَرَّرَ عَلَى الْأَمَانِ مَا يَشَاءُ وَيَنْقُضُهُ مَتَى يَشَاءُ كَمَا قَالَ

¹ Al-Mazhari, Muhammad Sanaullah, Al-Tafsir Al-Mazhari, 133/4

² Al- Toubah: 9: 2

النَّبِيُّ لِأَهْلِ حَيْبَرٍ: "أَقْرَكُمْ مَا أَقْرَكُمْ اللَّهُ" الْآخِرُ۔¹

”معاهدے کی مدت کے اختتام سے پہلے معاہدے کو توڑ دینے اور اسے علانیہ ان کے آگے پھینک دینے نیز حالت جنگ بحال کرنے اور امان یعنی جنگ نہ کرنے کی حالت کو ختم کرنے کے جواز کی کئی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ دشمن کی بدعہدی اور اس کی خیانت اور بد نیتی کا خطرہ ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اس بات کا ثبوت مل جائے کہ وہ خفیہ طور پر اس معاہدے سے پھر گئے ہیں اس صورت میں علانیہ اس معاہدے کو ان کے آگے پھینک دیا جائے۔ تیسری صورت یہ کہ معاہدے کی ایک شق یہ ہو کہ امام المسلمین جب تک چاہے گا انہیں امان یعنی جنگ بندی کی حالت پر برقرار رکھے گا اور جب چاہے گا جنگ بندی کی حالت ختم کر دے گا۔ جس طرح حضور (ﷺ) نے اہل خیبر سے فرمایا تھا (اقرکم ما اقرکم اللہ۔ جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں اس حالت پر برقرار رکھنا چاہے گا میں بھی تمہیں اس پر برقرار رکھوں گا۔)

مشرکین کو چار ماہ کی مہلت:

ابو بکر جصاص کہتے ہیں:

”جَعَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ الْأَرْبَعَةَ الْأَشْهُرَ الَّتِي هِيَ أَشْهُرُ الْعَهْدِ لِمَنْ كَانَ لَهُ مِنْهُمْ عَهْدٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْهُمْ عَهْدٌ جَعَلَ أَجَلَهُ الْأَسْلَاحَ الْمُحَرَّمُ، وَهُوَ تَمَامُ خَمْسِينَ لَيْلَةً مِنْ وَقْتِ الْحَجِّ، وَهُوَ الْعَشْرُ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، وَذَلِكَ آخِرُ وَقْتِ أَشْهُرِ الْحُرْمِ۔“²

”ابن عباس کی اس روایت میں ان لوگوں کے لیے چار مہینوں کو عہد یعنی مہلت کے مہینے قرار دیا جن کے ساتھ کوئی معاہدہ تھا لیکن جن مشرکین کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا ان کی مدت ماہ محرم کا اختتام مقرر کی۔ یہ مدت حج کے وقت یعنی دسویں ذی الحجہ سے محرم کے آخر تک پچاس دنوں کی تھی، محرم کا اختتام اشہر حرم کا آخر ہوتا ہے۔“

سورۃ براءۃ کا زمانہ نزول:

ابو بکر جصاص کہتے ہیں:

”قَوْلُ قَتَادَةَ مُوَافِقٌ لِقَوْلِ مُجَاهِدٍ الَّذِي حَكَيْتَاهُ، وَأَمَّا قَوْلُ الزُّهْرِيِّ فَأُطْنُهُ وَهْمًا؛ لِأَنَّ الرُّوَاةَ لَمْ يَخْتَلِفُوا أَنَّ سُورَةَ بَرَاءَةٍ نَزَلَتْ فِي ذِي الْحِجَّةِ فِي الْوَقْتِ الَّذِي بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ، ثُمَّ نَزَلَتْ بَعْدَ خُرُوجِهِ سُورَةُ بَرَاءَةٍ فَبَعَثَ بِهَا مَعَ عَلِيٍّ لِيَقْرَأَهَا عَلَى النَّاسِ بِمَعْنَى۔“³

”قتادہ کا قول مجاہد کے قول سے مطابقت رکھتا ہے جسے ہم نے ابھی اوپر بیان کیا ہے لیکن زہری کے قول کو میں ان کا وہم خیال کرتا ہوں اس لیے کہ راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سورۃ براءۃ کا نزول ذی الحجہ کے مہینے میں ہوا تھا یہ وہ وقت تھا جب حضور (ﷺ) حضرت ابو بکرؓ کو امیر حج بنا کر مکہ کی طرف

¹ Al-Jassas, Ahkam Al Quran, 101/3

² Al-Jassas, Ahkam Al-Quran, 102/3

³ Ibid, 103/3

روانہ کر چکے تھے۔ ان کے جانے کے بعد یہ سورۃ نازل ہوئی۔ آپ نے حضرت علیؓ کو اس مقصد کے لیے مکہ کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ منیٰ میں موجود لوگوں کو یہ سورت پڑھ کر سنا دیں۔“

قاضی صاحب کا استنباط:

اس آیت کریمہ میں قاضی صاحب خاموش ہیں۔

تقابلی جائزہ:

امام جصاص نے سورۃ براءۃ کے زمانہ نزول کے بارے میں اپنی بات نقل کی ہے کہ اس سورۃ کا نزول ذی الحجہ کے مہینہ میں ہوا ہے۔ جس کی دلیل ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو امیر الحجاج بنا کر مدینہ کی طرف روانہ کر چکے تھے۔ اور حضرت علیؓ کو سورۃ براءۃ لوگوں کو سنانے کیلئے اس کے پیچھے روانہ کر دیا اور امام زہری کا موقف اس سورۃ کے نزول کا ابو بکر جصاص کے الٹ ہے اس کے موقف کو بغیر دلیل کے اس کا خیال ظاہر کیا ہے اور اپنے موقف کے بارے میں راویوں کا اتفاق ظاہر کیا ہے لیکن کسی راوی کا اپنے موقف کی تائید میں کوئی قول بیان نہیں کیا۔ اسی طرح معاهدات کے استنباط کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جن مشرکین کے ساتھ معاہدہ تھا ان کیلئے چار ماہ کی مہلت ہے۔ اس دلیل ابن عباس کا قول ہے جس میں چار ماہ کا ذکر ہے لیکن اس کا حوالہ موجود نہیں۔ اور جن مشرکین کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ان کی مہلت دس ذی الحجہ ہے۔ اس کی بھی کوئی دلیل نہیں دی اور اسی طرح معاهدات مدت اختتام سے پہلے توڑنے اور اعلانیہ جنگ بحال کرنے اور امان نہ دینے کی صورت کی تین صورتیں بیان کی ہیں اور پہلی اور دوسری صورت کی کوئی دلیل پیش نہیں کی جبکہ تیسری صورت کی دلیل غزوہ خیبر والی صورت پیش کی ہے لیکن اس کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔

قاضی ثناء اللہ نے اس آیت کریمہ سے کوئی استنباط پیش نہیں کیا۔

آیت نمبر 3:

”وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ عِزٌّ مُّعْجِزِي اللَّهِ وَبَشِيرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابِ اللَّهِ“¹

”اور حج اکبر کے روز اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول بھی ان سے دستبردار ہے۔ پس اگر تم سچی توبہ کر لو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر یہ بات نامانو (اور اللہ سے مقابلہ کرو) تو جان رکھو کہ تم خدا کو شکست نہیں دے سکو گے اور (اے پیغمبر) کافروں کو الم دینے والے عذاب کی خبر دے دو۔“

ابو بکر جصاص کا موقف:

حج اکبر کے بارے میں تعبیرات

”قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَوْلُهُ: {الْحَجِّ الْأَكْبَرِ} قَدْ افْتَضَى أَنْ يَكُونَ هُنَاكَ حَجٌّ أَصْغَرٌ، وَهُوَ الْعُمْرَةُ، عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَقَدْ رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "الْعُمْرَةُ الْحَجَّةُ“

¹ Al- Toubah: 9: 3

الصُّغْرَى¹

”ابو بکر کہتے ہیں کہ قول باری (الحج الاکبر) اس بات کا مقتضی ہے کہ کوئی حج اصغر بھی ہونا چاہیے اور یہ عمرہ ہے جیسا کہ عبد اللہ بن شداد (رض) اور حضرت ابن عباس (رض) سے مذکور ہے۔ حضور (ﷺ) بھی العمرۃ الحج الصغریٰ عمرہ چھوٹا حج ہے۔“

قاضی صاحب کے استنباط:

”قلت ومستند هذا القول قوله صلى الله عليه وسلم الحج عرفة۔“²
”میں سمجھتا ہوں کہ اس تفسیر کا مدار رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس ارشاد پر ہے کہ حج عرفہ ہی ہے۔“

قاضی صاحب مزید بیان کرتے ہیں:

”قلت ليس في آية الاذان الواقع يوم الحج الأكبر التقييد بأربعة أشهر حتى يدل على ان ابتداء الأشهر من ذلك اليوم۔“³

”میرے نزدیک: اس آیت میں حج اکبر کے دن میں اعلان کئے جانے کا ذکر ہے، اس اعلان کو چار ماہ کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا کہ آغاز کا دن یوم اعلان قرار دیا جاسکے (سیاحت کا اختیار چار مہینے تک دیا گیا ہے اور سیاحت کے آغاز اور انتہا کا کوئی دن نہیں بتایا گیا، نہ ہی مہینہ کی تعیین کی گئی اور نہ وقت کی۔)“
”وعندى ان قوله تعالى براءة من الله ورسوله وان الله بريء من المشركين الموجودين في ذلك الوقت الناكثين عهودهم في غزوة تبوك وغير المعاهدين منهم لكن العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص المورد فالآية محكمة ناطقة لوجوب قتال الناكثين وغير المعاهدين ابدًا۔“⁴
”میں کہتا ہوں: آیت بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ اور اَنَّ اللّٰهَ بَرِيٌّ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ کا نزول اگرچہ ان لوگوں کے بارہ میں ہوا جو غزوہ تبوک کے دور میں تھے، ان میں سے کچھ لوگ تو وہ تھے جن کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی معاہدہ تھا ہی نہیں اور کچھ وہ لوگ تھے جو معاہدہ کرنے کے بعد معاہدہ شکنی کر گئے، ان دونوں گروہوں سے اظہار برأت کر دیا گیا اور چار ماہ تک چلنے پھرنے اور آزادی کے ساتھ بغیر خوف کے گھومنے کی اجازت دے دی گئی۔ لیکن اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے، مورد کی خصوصیت حکم کو خاص نہیں کر دیتی، لہذا مندرجہ بالا فریقین کیلئے سیاحت کی جو آزادی دی ہے اور قتال کو حرام کیا ہے، یہ حکم ہر زمانہ میں باقی رہے گا، اور چار مہینے لڑنا ناجائز قرار دیا جائے گا۔“

¹ Al-Jassas, Ahkam Al-Quran, 104/3

² Al-Mazhari, Al-Tafsir Al-Mazhari, 134/4

³ Ibid

⁴ Ibid, 135/4

تقابلی جائزہ:

امام ابو بکر جصاص نے اس آیت کے لفظ ”الْحَجَّ الْاَكْبَرُ“ سے حج اصغر نکالا ہے۔ اس کے ثبوت میں دو اثر صحابہ بیان کئے ہیں کہ عبد اللہ بن شداد اور ابن عباس سے منقول ہے کہ عمرہ حج اصغر ہے لیکن اس بات کا کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عمرہ کو حج اصغر لکھا ہے۔ اس بات کا بھی کوئی حوالہ نہیں ہے۔ قاضی صاحب نے اس آیت کریمہ کے لفظ ”الْحَجَّ الْاَكْبَرُ“ سے استنباط کیا ہے کہ حج عرفہ ہے اس کیلئے دلیل حدیث رسول ﷺ دی ہے کہ حج عرفہ ہے لیکن اس کا حوالہ نہیں دیا اور اس میں صرف اعلان ہونے کا ذکر ہے اور چار ماہ مقید ہونے کا ذکر نہیں کیا گیا نہ ہی آغاز کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ قاضی صاحب کی یہ بات صحیح ہے کہ اس آیت میں مطلق اعلان براءۃ کا ذکر ہے نہ کہ مقید اعلان کا۔ اور قاضی صاحب نے آیت نمبر ۳۳ کا نزول ان کفار حق میں مانا ہے۔ جو غزوہ تبوک کے موقع پر زندہ تھے۔ خواہ ان کا آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا یا نہیں۔ خواہ معاہدہ توڑنے والے تھے یا نہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ اظہار براءۃ کیا گیا ہے۔ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہے نہ کہ مورد خاص کا۔ بلکہ مورد کی خصوصیت حکم کو خاص نہیں کرتی لہذا دونوں فریقوں کیلئے سیاحت کی آزادی دے دی۔ اور قتال کو حرام کیا ہے۔ یہ حکم ہر زمانہ میں قائم رہے گا اور چار ماہ لڑنا بھڑانا جائز قرار پائے گا۔

آیت نمبر 4:

”فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُواْ وَاصْطُرُواْ
وَاقْعُدُواْ لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ ۚ قُلْ تَابُواْ وَأَقَامُواْ الصَّلَاةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ فَخَلُّواْ سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
عَفُورٌ رَّحِيمٌ“¹

”جب عزت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ قتل کرو اور پکڑ لو اور گھیر لو اور ہر گھات
کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھے رہو۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا
راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

ابو بکر جصاص کا استنباط

اشہر حرم گزرنے پر مشرکین سے قتال:

”قَالَ أَبُو بَكْرٍ: عُمُومُهُ يَقْتَضِي قَتْلَ سَائِرِ الْمُشْرِكِينَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَغَيْرِهِمْ، وَأَنْ لَا يَقْبَلَ مِنْهُمْ إِلَّا
الْإِسْلَامَ أَوْ السَّيْفَ، إِلَّا أَنَّهُ تَعَالَى خَصَّ أَهْلَ الْكِتَابِ بِإِفْرَاقِهِمْ عَلَى الْجَزِيَّةِ“²

”ابو بکر جصاص کہتے ہیں آیت زیر بحث کا عموم تمام مشرکین کو خواہ وہ اہل کتاب ہوں یا غیر اہل کتاب
قتل کرنے کی مقتضی ہے۔ نیز یہ کہ ان سب سے اسلام یا تلوار کے سوا اور کوئی بات قبول نہ کی جائے
لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو جزیہ کے بدلے ان کے مذہب پر برقرار رکھ کر ان کی تخصیص
کر دی۔“

مکرمین زکوٰۃ فرضیت زکوٰۃ کے قائل تھے:

¹ Al- Toubah: 9: 5

² Al-Jassās, Ahkam Al-Quran, 105/3

”وَقَتَلْتُ مُقَاتِلَتَهُمْ، وَسَمَوْتُهُمْ أَهْلَ الرِّدَّةِ لِأَنَّهُمْ اِمْتَنَعُوا مِنَ الزَّكَاةِ وَقَبُولِ وُجُوبِهَا فَكَانُوا مُرْتَدِّينَ بِذَلِكَ۔“¹

”اس لیے زیر بحث آیت مشرک کے قتل اور اسلام لانے کے بعد تارک صلوٰۃ نیز مانع زکوٰۃ نے جس کے احکام پر مشتمل ہے تا وقتیکہ موخر الذکر دونوں اشخاص نماز پڑھنا اور زکوٰۃ نکالنا شروع نہ کر دیں۔“

قاضی صاحب کے استنباط:

”ان المعنى إذا انسلخ الأشهر الحرم من كل سنة“²

”صحیح بات یہ ہے کہ اشہر حرم ہر سال کے چار ماہ ہیں (ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب)۔“

”عموم الامكنة المفهوم من هذه الآية مخصوص بما سوى الحرم۔“³

”سو آیت میں لفظ حیث سے عام جگہ ضرور مراد ہے، مگر حرم کے علاوہ۔“

تقابلی جائزہ:

امام ابو بکر جصاص نے آیت مذکورہ سے تمام مشرکین کو خواہ اہل کتاب اور غیر اہل کتاب کو قتل کرنے کا مسئلہ اخذ کیا ہے اور اسی طرح سب مشرکین سے اسلام قبول کرائے جانے اور عدم قبول کی صورت میں قتل کئے جانے کا اور اہل کتاب کو جزیہ کے بدلے ان کے مذہب پر برقرار رکھنے کا فقہی استنباط کیا ہے۔

اسی طرح امام صاحب نے ایک دوسرا مسئلہ اخذ کیا ہے کہ تارک نماز اور تارک زکوٰۃ کو قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے بن جائیں۔ امام ابو بکر جصاص نے مذکورہ آیت سے چار فقہی مسائل اخذ کئے ہیں۔ امام صاحب کا یہ مسئلہ کہ اسلام کے عدم قبول کی صورت میں قتل کیا جائے محل نظر ہے اس لئے اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں جزیہ ہے اور اگر جزیہ بھی قبول نہ کریں تو پھر قتل ہے۔

قاضی ثناء اللہ صاحب نے مذکورہ آیت سے اشہر حرم چار حرمت والے مہینے مراد لئے ہیں جو کہ حدیث رسول ﷺ کے مطابق ہے۔ اور اسی طرح قاضی صاحب نے آیت میں حیث سے مرد و عدا حرم کے سوا باقی جگہیں مراد لی ہیں۔ ان کا یہ استنباط درست ہے کیونکہ اسلام میں حرم کے اندر لڑنا اور جنگ کرنا حرام ہے۔ اور قاضی صاحب کے استنباط سے آیت سے قلیل ہیں جبکہ جصاص کے استنباط سے اس آیت سے کثیر ہیں جبکہ دونوں نے اپنے اپنے استنباط کیلئے کوئی دلیل نہیں دی۔

آیت نمبر 5:

”وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلِغْهُ مَا أَمَرَهُ ذَلِكَ

بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ۔“⁴

”اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ کا خواستگار ہو تو اس کو پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ کلام خدا سننے لگے پھر

¹ Ibid

² Al-Mazhari, Al-Tafsir Al-Mazhari, 139/4

³ Ibid

⁴ Al- Toubah: 9: 6

اس کو امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ اس لئے کہ یہ بے خبر لوگ ہیں۔“

ابو بکر جصاص کا استنباط:

مشرک حربی اگر اسلام فہمی کے لیے امان طلب کرے تو امان دی جائے:

”قَدْ افْتَضَّتْ هَذِهِ الْآيَةُ جَوَازَ أَمَانِ الْحَرْبِيِّ إِذَا طَلَبَ ذَلِكَ مِنَّا لِيَسْمَعَ دَلَالَهٖ صِحَّةَ الْإِسْلَامِ۔“¹

”آیت حربی کو امان دینے کے جواز کی مقتضی ہے جب وہ ہم سے اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے والے دلائل سننے کی خاطر پناہ مانگ کر ہمارے پاس آنا چاہے تو اسے پناہ دینا ہمارے لیے جائز ہو گا۔“

قاضی صاحب کا استنباط:

درج بالا آیت کریمہ میں قاضی صاحب خاموش ہیں۔

تقابلی جائزہ:

امام ابو بکر جصاص نے اس آیت سے صرف ایک مسئلہ اخذ کیا ہے کہ اگر مشرک حربی اسلام فہمی کیلئے مسلمانوں سے امان طلب کرے تو اسے امان دی جائے بلکہ اسے امان دینا مسلمانوں کیلئے جائز ہو گا حقیقہ اس آیت سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے۔ قاضی صاحب نے اس آیت کریمہ سے کوئی استنباط نہیں کیا بلکہ اس آیت کی مختصر تفسیر بیان کی ہے۔

آیت نمبر 6:

”وَإِنْ تَكَثَّرَ آيْمَانُهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَيْمَةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا آيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ“²

”اگر یہ لوگ عہد و پیمان کے بعد بھی اپنی قسموں کو توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو تم بھی ان سرداران کفر سے بھڑ جاؤ۔ ان کی قسمیں کوئی چیز نہیں، ممکن ہے کہ اس طرح وہ بھی باز آجائیں۔“

ابو بکر جصاص کا استنباط

مسلمان شاتم رسول واجب القتل ہے:

”قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَلَمْ يُخْتَلَفْ فِي أَنَّ سُورَةَ بَرَاءةٍ نَزَلَتْ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بِهَا مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لِيَقْرَأَهَا عَلَى التَّلَاسِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ، وَهِيَ السَّنَةُ الَّتِي حَجَّ فِيهَا أَبُو بَكْرٍ، وَقَدْ كَانَ أَبُو جَهْلٍ، وَأُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ، وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ قَدْ كَانُوا قُتِلُوا يَوْمَ بَدْرٍ، وَلَمْ يَكُنْ بَقِيَ مِنْ رُؤَسَاءِ قُرَيْشٍ أَحَدٌ يُظْهِرُ الْكُفْرَ فِي وَفْتِ نَزُولِ بَرَاءةٍ، وَهَذَا يُدْلُّ عَلَى أَنَّ رِوَايَةَ مَنْ رَوَى ذَلِكَ فِي رُؤَسَاءِ قُرَيْشٍ، وَهُمْ اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ قَوْمًا مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ كَانُوا أَظْهَرُوا الْإِسْلَامَ، وَهُمْ الطُّلَقَاءُ، مِنْ نَحْوِ أَبِي سُفْيَانَ، وَأَخْزَابِهِ مِمَّنْ لَمْ يَنْقُ قَلْبُهُ مِنَ الْكُفْرِ، فَيَكُونُ مُرَادُ الْآيَةِ هَؤُلَاءِ دُونَ أَهْلِ الْعَهْدِ مِنْ

¹ Al-Jassās, Ahkam Al-Quran, 108/3

² Al- Toubah: 9: 6

الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَمْ يُظْهَرُوا الْإِسْلَامَ، وَهُمْ الَّذِينَ كَانُوا يَخْرُجُ الرُّسُولُ مِنْ مَكَّةَ، وَبَدَرَهُمْ بِالْفِتَالِ وَالْحَرْبِ بَعْدَ الْهَجْرَةِ. وَجَائِزٌ أَنْ يَكُونَ مُرَادُهُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ ذَكَرْنَا، وَسَائِرُ رُؤَسَاءِ الْعَرَبِ الَّذِينَ كَانُوا مُعَاضِدِينَ لِقُرَيْشٍ عَلَى حَرْبِ النَّبِيِّ ﷺ وَقِتَالِ الْمُسْلِمِينَ.¹

”ابو بکر کہتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سورۃ براءۃ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی اور نبی ﷺ نے حضرت علی کو مکہ بھیجا تھا کہ وہ جا کر وہاں موجود تمام لوگوں کو یہ سورت پڑھ کر سنادیں۔ یہ ۹ھ کا واقعہ ہے اور اسی سال حضرت ابو بکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا تھا۔ جبکہ ابو جہل، امیہ بن خلف اور عتبہ بن ابی ربیعہ بدر کے معرکہ میں قتل ہو گئے تھے۔ نیز سورۃ براءۃ کے نزول کے وقت رؤساء قریشی میں سے ایک بھی ایسا شخص باقی نہیں رہ گیا تھا جو کفر کا اظہار کر سکتا۔ یہ امر اس پر دلالت کرتا ہے کہ جن حضرات سے یہ مروی ہے کہ زیر بحث آیت میں رؤساء قریش مراد ہیں ان کا یہ قول وہم ہے حقیقت نہیں ہے۔ الا یہ کہ اس سے قریش کا وہ گروہ مراد لیا جائے جس نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام کا اظہار کر دیا تھا اور وہ طلقاء، یعنی آزاد کہلائے تھے۔“

قاضی صاحب کا استنباط:

قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ امام بغویؒ نے لکھا ہے:

”هذا دليل على ان الذي إذا طعن في دين الإسلام ظاهرا لا يبقى له عهد قلت وهذا الاستدلال ضعيف فان الشرط مجموع الامرين نقض العهد والظعن في الدين فلا يترتب الحكم على أحدهما.“²

”اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو دین اسلام پر حکم کھلا طعن کرے، اس کا معاہدہ (مسلمانوں سے) قائم نہیں رہتا (یعنی یہ فعل خلاف معاہدہ ہے) میں کہتا ہوں: بغوی کا یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ معاہدہ امن کی شکست کا حکم تو دو شرطوں کے مجموعہ پر مبنی ہے: ایک یہ کہ کفار پیمان شکنی کریں، دوسرا یہ کہ وہ دین اسلام پر طعن کریں۔ اگر ایک شرط موجود ہو تو تنہا اس پر حکم مرتب نہیں ہو سکتا۔“

تقابلی جائزہ

اس آیت کریمہ سے امام ابو بکر جصاص نے مسلمان کے شاتم رسول ہونے کا استنباط کیا ہے۔ اور آیت مذکورہ میں آئمہ الکفر سے رؤساء قریش میں ابو جہل اور امیہ بن خلف اور عتبہ بن ربیعہ مراد لینے والوں کے نظریہ کو وہم اور غلط قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ یہ رؤساء قریش غزوہ بدر میں مارے جا چکے تھے اور یہ سورۃ براءۃ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی ہے اور آئمہ الکفر سے مراد قریشی قبیلہ کا ایک گروہ ہے جنہوں نے اسلام کا اظہار کیا اور طلقاء کہلائے اور ابھی تک ان کے دلوں سے کفر نہیں نکلا تھا۔ یا اس آیت سے مراد وہ سارے رؤساء عرب جو مسلمانوں کے خلاف قریش کے حلیف و مددگار تھے۔ قاضی صاحب نے اس آیت کریمہ سے درج ذیل استنباط کیا ہے۔

امام بغویؒ نے کہا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو دین اسلام پر حکم کھلا طعن کرے اس کا مسلمانوں سے معاہدہ قائم نہیں رہتا۔ قاضی صاحب کہتے ہیں کہ بغوی کا یہ استدلال کمزور ہے کیونکہ معاہدہ امن توڑنے کا حکم تو دو شرطوں کے مجموعہ پر مبنی ہے۔

¹ Ibid

². Al-Mazhari, Al-Tafsir Al-Mazhari, 143/4

۱۔ اگر کفار عہد شکنی کریں۔
۲۔ دین اسلام پر طنز کریں اگر ایک شرط موجود ہو تو تنہا اس پر حکم مرتب نہیں ہو سکتا۔

آیت نمبر 7:

”أَلَا تَقَاتِلُونَ قَوْمًا نَّكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَّوْكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَتَخْشَوْنَهُمْ¹ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ“¹

"بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور پیغمبر (خدا) کے جلاوطن کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور انہوں نے تم سے (عہد شکنی کی) ابتداء کی۔ کے اتم ایسے لوگوں سے ڈرتے ہو حالانکہ ڈرنے کے لائق خدا ہے بشرطیکہ ایمان رکھتے ہو۔"

ابو بکر جصاص کا استنباط:

اس آیت کریمہ میں قاضی صاحب خاموش ہیں۔

قاضی صاحب کا استنباط:

”قيل المراد به اليهود وغيرهم من المنافقين وكفار المدينة نكثوا عهدهم حين خرج رسول الله ﷺ الى تبوك وهو بإخراجه ﷺ من المدينة حيث قالوا لعنهم الله ليخرجن الأعز منها الأذل وهم بدؤكم بالمعاداة حيث عاونوا المشركين عليه أول مرة قبل ان يقاتلهم رسول الله ﷺ وهذا اظهر لان السورة نزلت بعد غزوة تبوك وقد اسلم اهل مكة قبل ذلك وايضا هموا بإخراج الرسول يدل على انهم هموا بذلك ولم ينالوا.“²

”لفظ قوم سے کفار مدینہ مراد لینا صحیح اور قوی ہے کیونکہ یہ سورت غزوہ تبوک کے بعد نازل ہوئی تھی، اس وقت اہل مکہ مسلمان ہو چکے تھے، لہذا اہل مکہ کے متعلق اس آیت کا نزول نہیں ہو سکتا (اور کفار مکہ مراد نہیں ہو سکتے) اس کے علاوہ ہذا لفظ بتا رہا ہے کہ کافروں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو نکالنے کا ارادہ تو کیا تھا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔“

تقابلی جائزہ

امام ابو بکر جصاص نے اس آیت کریمہ کے تحت کوئی فقہی استنباط پیش نہیں کیا۔ جبکہ قاضی صاحب نے درج بالا آیت کریمہ سے درج ذیل استنباط پیش کئے ہیں۔

”آیت میں لفظ قوم سے مراد یہود و منافقین اور کفار مدینہ ہیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عہد توڑا جب آپ ﷺ غزوہ تبوک کی روانگی کیلئے تیار تھے۔ اور انہوں نے ہی رسول اکرم ﷺ کو مدینہ سے باہر نکالنے کیلئے کہا تھا ”ليخرجن الاعز منها الاذل“ اور انہوں نے مشرکین مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف تعاون کرنے میں پہل کی تھی۔ یہ استنباط اس لئے واضح تر ہے کہ سورۃ توبہ کا

¹ Al- Toubah: 9:13

² Al-Mazhari, Tafsir Al-Mazhari, 144/4

نزول غزوہ تبوک کے بعد ہوا اور اہل مکہ غزوہ تبوک سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے اور یہود و منافقین اور کفار مدینہ رسول اللہ ﷺ کو مدینہ سے نکالنے کیلئے اپنا پروگرام بنا چکے تھے لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔

آیت نمبر: 8

”اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَهِدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْنَجَهَّ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ“¹

”کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ (بلا آزمائش) چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو الگ نہیں کیا جن لوگوں نے تم میں سے جہاد کئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو خلیل نہیں بنایا۔ اور اللہ تمہارے سب اعمال سے واقف ہے۔“²

ابو بکر جصاص کا استنباط:

”يُفْتَضِي لُزُومُ اتِّبَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَرْكِ الْعُدُوْلِ عَنْهُمْ كَمَا يَلْزَمُ اتِّبَاعُ النَّبِيِّ ﷺ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلَى لُزُومِ حُجَّةِ الْاِجْمَاعِ“³

”مومنین کی پیروی کے لزوم اور انہیں چھوڑ کر کسی اور کی طرف نہ جانے کے حکم کا مقتضی ہے جس طرح تمام مسلمانوں پر حضور (ﷺ) کی پیروی لازم ہے۔ اس سے اجماع کی حجت کی دلیل ملتی ہے۔“

قاضی صاحب کا استنباط:

قاضی صاحب نے اس آیت کریمہ میں کوئی فقہی بات بیان نہیں فرمائی۔

تقابلی جائزہ

”امام ابو بکر جصاص نے اس آیت کریمہ سے جو استنباط کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ یہ آیت جس طرح رسول اللہ ﷺ کی اتباع ضروری ہے ویسے ہی مومنین کی اتباع اور ان سے عدم عزولی کا تقاضا کرتی ہے۔ اس آیت کریمہ میں اجماع کے حجت کی دلیل ہے۔ قاضی صاحب نے اس آیت میں کوئی بھی استنباط پیش نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کی ہے۔“

آیت نمبر: 9

”اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاَتٰى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَحْشَسْ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰى اَوْلٰئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ“⁴

”خدا کی مسجدوں کو تو وہ لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور روز قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔“

¹ Al- Toubah: 9:13

² Al- Toubah: 9:16

³ Al-Jassās, Ahkam Al-Quran, 113/3

⁴ Al- Toubah: 9:13

ابو بکر جصاص کا استنباط:

امام جصاص نے اس آیت کریمہ میں خاموشی اختیار کی ہے۔

قاضی صاحب کا استنباط:

”والمراد بعمارة المسجد ادامة العبادة والذكر فيه ودرس العلم والقرآن۔“¹

”عمارت مساجد سے اس جگہ مراد ہے ہمیشہ عبادت ذکر الہی اور علم و قرآن کی تعلیم سے مسجدوں کو آباد رکھنا۔“

تقابلی جائزہ

”امام جصاص نے اس آیت کریمہ سے کوئی فقہی استنباط پیش نہیں فرمایا بلکہ خاموشی اختیار کی ہے۔ جبکہ قاضی صاحب نے آیت میں مذکور لفظ ”يعمر مساجد الله“ سے فقہی استنباط کیا ہے کہ مساجد کو قرآنی تعلیمات اور عبادات و ذکر الہی سے آباد کرنا ہے۔“

آیت نمبر 10:

”قُلْ لَنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكِينٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ“²

”کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور خاندان کے آدمی اور مال جو تم کماتے ہو اور تجارت جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو خدا اور اس کے رسول سے اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ خدا اپنا حکم (یعنی عذاب) بھیجے۔ اور خدا نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔“

ابو بکر جصاص کا استنباط:

جصاص اس آیت میں خاموش ہیں۔

قاضی صاحب کا استنباط:

”قلت وكمال الايمان ان يكون الطبيعة تابعة للشرعية فلا يقتضى الطبيعة الا ما يأمره الشرعية۔“³

”میں کہتا ہوں: کمال ایمان یہ ہے کہ آدمی کی طبیعت شریعت کی تابع ہو جائے، تقاضائے طبیعت بھی وہی ہو جائے جو شریعت کا حکم ہے۔“

”قلت وجدان حلاوة الايمان عبارة عن الاستلذاذ به كما يستلذذ الرجل بالشهوات الطبيعية وذلك كمال الايمان ولا يكتسب ذلك الا من مصاحبة ارباب القلوب الصافية والنفوس الزاكية رزقنا الله سبحانه وهذه الآية وما ذكرنا من الأحاديث يوجب افتراض اكتساب التصوف من خدمة المشايخ

¹ Al-Mazhari, Al-Tafsir Al-Mazhari, 147/4

² Al- Toubah: 9:13

³ Al-Mazhari, Tafsir al-Mazhari, 153/4

رضی اللہ عنہم أجمعین ومعنی قوله تعالى والله لا يهدي القوم الفاسقين یعنی لا یرشدہم الی معرفۃ۔¹

”میں کہتا ہوں: ایمان کی مٹھاس پانے سے مراد ہے ایمان کی لذت پانا، جیسے طبعی مرغوبات میں لذت آتی ہے اور یہ مزہ اسی وقت میسر آتا ہے جب پاکیزہ دل اور روشن روح والوں کی صحبت نصیب ہو۔ یہ آیت اور مذکورہ بالا احادیث دلالت کر رہی ہیں کہ باطنی صفائی کی تحصیل مشائخ کی خدمت کے ذریعہ سے فرض ہے۔“

”قلت ذلك القليل هو الصوفية العلية۔“²

”میں کہتا ہوں: بس صوفیہ کا گروہ اس سے محفوظ ہے۔“

”قلت الا من أعطاه الله معرفة“³

”میں کہتا ہوں: ہاں جن لوگوں کو اللہ نے اپنی معرفت عطا کر دی ہے۔“

تقابلی جائزہ:

اس آیت کے ضمن میں امام ابو بکر جصاص کوئی فقہی استنباط پیش نہیں کرتے۔ قاضی صاحب نے اس آیت سے درج ذیل فقہی استنباط پیش کیا ہے۔ مسلمان کا کمال ایمان یہ ہے کہ اس کی طبعیت شریعت کے تابع ہو جائے یعنی تقاضائے طبعیت بھی وہی ہو جائے جو شریعت کا حکم ہے۔ اس کے بارے میں آپ نے احادیث سے دلائل دیئے ہیں اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ باطنی صفائی کی تحصیل مشائخ کی خدمت کے ذریعے سے فرض ہے اور صوفیہ کا گروہ دنیاوی اشیاء کی محبتوں سے محفوظ رکھے۔ اور جن لوگوں کو اللہ نے اپنی معرفت دی ہے وہ عزیز و اقرب اور دنیاوی چیزوں کی صحبت سے بچے ہوئے ہیں اور انہیں اللہ کی محبت حاصل ہے۔

آیت نمبر 11:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا ۖ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ۔“⁴

”مومنو مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد وہ خانہ کعبہ کے پاس ناجانے پائیں۔ اگر تمہیں مفلسی کا در

ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر اللہ چاہے۔ اللہ علم و حکمت والا ہے۔“

ابو بکر جصاص کا استنباط:

”قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَالْحَرَمُ كُلُّهُ يُعْبَرُ عَنْهُ بِالْمَسْجِدِ، إِذْ كَانَتْ حُرْمَتُهُ مُتَعَلِّقَةً بِالْمَسْجِدِ۔“⁵

”ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ پورے حرم کو مسجد حرام کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اس لیے کہ حرم کی

¹ Ibid, 153/4

² Al-Mazhari, Tafsir al-Mazhari, 153/4

³ Ibid.154/4

⁴ Al- Toubah: 9:13

⁵ Al-Jassās, Ahkam Al-Quran, 116/4

حرمت مسجد حرام کی حرمت کی بنا پر ہے۔“

قاضی صاحب کا استنباط:

”فظهر ان المراد منعهم عن الحج والعمرة فيجوز عنده دخول الكافر المسجد الحرام ودخول غيره بالطريق الاولى وورد النهي عن الاقتراب للمبالغة۔“¹

”اس اعلان سے مراد ہے حج و عمرہ کی ممانعت کرنا، مسجد حرام میں کافر کے داخلہ کی ممانعت مقصود نہیں۔ لہذا دوسری مساجد میں کافروں کا داخلہ تو بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ قریب جانے کی ممانعت صرف کلام میں زور پیدا کرنے (اور حج و عمرہ کی سختی کے ساتھ ممانعت کرنے) کیلئے کی گئی ہے۔“

تقابلی جائزہ

امام جصاص نے اس آیت میں درج ذیل استنباط کئے ہیں۔ اس آیت میں پورے حرم کی حدود کو مسجد الحرام کے لفظ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ پورے حرم کی حدود کی حرمت مسجد الحرام کی حرمت کی بنیاد پر ہے۔ قاضی صاحب نے اس آیت سے درج ذیل استنباط اخذ کئے ہیں

آپ کہتے ہیں کہ اس آیت میں مشرکین کو حج اور عمرہ سے روکا گیا ہے نہ کہ مسجد الحرام میں مشرکین کے داخلہ کی ممانعت ہے۔ لہذا دوسری مساجد میں کافروں کا داخلہ تو بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور مسجد الحرام کے قریب جانے کی ممانعت صرف کام الہی میں زور پیدا کرنے کیلئے کی گئی ہے۔



@ 2020 by the author, this article is an open access article distributed Under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC-BY) (<http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/>)

¹ Al-Mazhari, Muhammad Sanaullah, Tafsir al-Mazhari, 176/4